درس قرآن

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَات وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلاَ تَظْلِمُواْ فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ [التوبة : ٣٦]

ترجمہ: مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے ان میں سے چار(ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور رجب) حرمت و ادب کے ہیں یہی درست دین ہے تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالی متقیوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے حرمت والے مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ویسے تو سال بھی کسی بھی دن اللہ کی نافرمانی کرنا جائز نہیں ہے، لیکن بالخصوص حرمت والے مہینوں میں نافرمانی سے منع کیا گیا ہے تو یہ اس لیے کہ جب کوئی وقت اللہ کے ہاں عزت و حرمت والا ہوتا ہے تو اس وقت میں کی گئی نیکی کا ثواب بڑھ جاتا ہے اور اس وقت میں کی گئی برائی کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

ایسے ہی جب کوئی جگہ اللہ تعالی کے نزدیک عزت و حرمت والی ہو تو وہاں بھی نیکی اور بدی کا اجر زیادہ ہو جاتا ہے مثلا دنیا بھر میں کہیں بھی گناہ کا ارادہ کر لینے پر عذاب کی وعید نہیں سنائی گئی جبکہ حرم میں اگر کوئی شخص الحاد کا ارادہ بھی کرے تو اسے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔(الحج: ۲۵)

اور اسی طرح جب کوئی شخصیت اللہ کے ہاں زیادہ عزت و حرمت والی ہو تو اسے بھی نیکی اور بدی کا اجر باقیوں کی نسبت زیادہ ملتا ہے۔ مثلا: اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کو فرمایا ہے کہ تم عام عورتوں جیسی عورتیں نہیں ہو (الاحزاب: ۳۲) لہذا تم اگر برائی کرو گی تو تمہیں دوگنا عذاب دیا جائے گا (الاحزاب: ۳۰) اور اگر تم نیکی کرو گی تو تمہیں ثواب بھی دہرا ملے گا(الاحزاب:۳۱)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ (3)﴾

مدیر
محمد رفیق طاہر

سلسلہ وار مجلۃ 1
أهل الحدیث
ملتان www.ahlulhdeeth.com

نضر الله امرء سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه

جلد: ۱ | محرم، صفر ۱۴۳۵ھ | شمارہ: ۱

الفہرست

انٹرنیٹ پر مجلہ ملاحظہ فرمائیں:

http://www.ahlulhdeeth.com/ur/index.html

قیمت
فی شمارہ: 25 روپے
سالانہ: 150 روپے
علاوہ محصول ڈاک پاکستان

خط و کتابت
مرکز أهل الحدیث
عثمان غنی روڈ، مکہ ٹاؤن، ملتان

ناشر
محمد اشفاق یونس
0347-7003080

مقام اشاعت
مرکز أهل الحدیث
عثمان غنی روڈ، مکہ ٹاؤن، ملتان

برائے رابطہ:
mujallah@ahlulhdeeth.com 0347-7003080 0321-7302283

فتاوی أهل الحديث



ابو عبد الرحمن محمد رفیق طاہر..... مدیر مرکز اہل الحدیث ملتان

عورتوں کا قبرستان جانا

لوگ عورتوں کے قبرستان جانے پر بڑی بحث کرتے ہیں کچھ لوگ تو اس کو حرام کہتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایسی کوئی دلیل ہے جس سے بتا چلے کے عورتیں قبرستان گئی یا جا سکتی ہیں۔

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب واليه المرجع والمآب

عورتوں کے لیے قبرستان جانا جائز ہے، البتہ بکثرت جانا منع ہے۔

پہلے پہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں سب کو قبرستان جانے سے منع فرما دیا تھا لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی رخصت دے دی اور فرمایا:

نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها (صحيح مسلم كتاب الجنائز باب استئذان النبى صلى الله عليه وسلم ربه ح ٩٧٧)

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو۔

اس اجازت میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں قبرستان گئی تھیں اور آپ نے انکے اس عمل پر کوئی تنقید نہیں فرمائی۔(صحيح مسلم كتاب الجنائز باب مايقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها ح ٩٧٤)

البتہ بکثرت قبرستان جانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو منع کیا ہے بلکہ اس عمل پر لعنت فرمائی ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الجنائز باب ما جاء فی کراھیۃ زیارۃ القبور للنساء ح ۱۰۵۹)

ان دلائل سے نتیجہ یہ نکلا کہ عورتیں کبھی کبھار قبروں پر جاسکتی ہیں۔

البتہ دوسرے شہر کے قبرستان میں بالقصد سفر کرکے جانا یہ مردوں اور عورتوں سب کے لے ممنوع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اور صرف تین مساجد: مسجد حرام، مسجد اقصی اور مسجد نبوی کی طرف بغرض ثواب سفر کو جائز قرار دیا ہے، اور باقی تمام ترعلاقوں کا سفر بغرض ثواب ممنوع قرار دیا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ ح ۱۱۸۹)

قبروں کی زیارت ہو یا کوئی بھی ایسا نیک عمل جسکے لیے شریعت اسلامیہ نے کوئی وقت یا دن مقرر نہیں کیا ہے اسکے لیے کسی بھی دن یا وقت کو خاص کر لینا بھی بدعت ہے۔

لہذا عید کے ایام کو قبروں کی زیارت کے لیے خاص کرنا یا محرم الحرام کے ایام کو خاص کرنا دونوں ہی بدعت ہیں۔

اسی طرح زرق برق لباس میں ملبوس ایسی حالت میں قبرستان جانا کہ گویا مقابلہ حسن میں شرکت ہو رہی ہے یہ اس سے بھی بڑی مصیبت ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جنازہ

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جنازہ نہیں پڑھا گیا کیا؟

الجواب بعون الوہاب ومنه الصدق والصواب والیه المرجع والمآب

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جنازہ انکے فرزند ارجمند سیدنا حسن بن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا اور چار تکبیرات کہی تھیں۔

[الطبقات الکبری ط. العلمیۃ ج۳ ص۲۷]

کیا رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بد دعاء دی؟!

صحیح مسلم میں ایک روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ لکھوانے کے لیے انہیں بلوا بھیجا۔ انہوں نے کہا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیر نہ ہی کرے۔"

الجواب بعون الوہاب ومنه الصدق والصواب واليه المرجع والمآب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "لا أشبع الله بطنه" فرمانا بالکل "ويحك" ، "ويلك" ، "ثكلتك أمك" وغیرہ کہنے کی طرح ہے۔ جس سے بدعاء مقصود نہیں ہوتی۔

اور پھر خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: اَوَ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّيْ ؟ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ ! اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ ، فَاَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ لَعَنْتُه' اَوْ سَبَبْتُه' ، فَجْعَلْهُ لَه' زَكَاةً وَاَجْراً۔ کیا تجھے اس شرط کا علم نہیں، جو میں نے اپنے رب سے لگائی ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ! میں بشر ہوں، میں جس مسلمان پر لعن طعن کروں یا اسے برا بھلا کہوں، تو اِس چیز کو اس کے حق میں باعثِ تزکیہ اور باعثِ اجر بنا دے۔" [صحیح مسلم:۲۶۰۰]

قسطنطنیہ پر پہلے حملے میں یزید بن معاویہ کی شمولیت

کیا قسطنطنیہ پر پہلے حملے میں یزید بن معاویہ شامل تھے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس حملے میں یزید شامل ہوا اس سے قبل بھی بہت سے حملے ہو چکے تھے۔

الجواب بعون الوہاب ومنه الصدق والصواب واليه المرجع والمآب

جی ہاں! یزید بن معاویہ اس حملہ میں شریک تھے جو قسطنطینیہ پر سب سے پہلے کیا گیا۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ الباری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ رہا حافظ ذہبی کا اپنی تاریخ میں ۳۲ہجری کو حملہ کا تذکرہ کرنا تو وہ بے سند ہونے کی بناء پر مردود ہے۔ بعض اہل نظر کا امام ذہبی کی جلالت شان کی وجہ سے اس بے سند قول کو ماننا، علمی سہو ہے۔ سامحهم الله !

محرم الحرام ۱۴۳۵ھ.... اسلامی سال نو کا آغاز

از قلم: محمد رفیق طاہر

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔اور اسلامی سال کو سن ہجری کہا جاتا ہے۔یہ سن ہجری ہجرت کے پر شکوہ واقعہ کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔اور ہر سال نو کا آغاز ہمیں ہجرت نبوی ﷺ کے عظیم واقعہ کی یاد دلا کر اس عہد کی تجدید کرتا ہے کہ اگر مسلمانوں کو اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر تنگیوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے، اہل اسلام پر ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑے جائیں ، ان پر عرصہء حیات کو تنگ کر دیا جائے تو ایسے کڑے وقت میں وہ کفر کے ساتھ مداہنت اور رواداری والا رویہ اپناتے ہوئے اپنے عقائد ونظریات میں لچک پیدا نہ کریں بلکہ اپنے دین وایمان کی حفاظت میں اپنا سب کچھ لٹانا پڑے تو لٹا دیں لیکن انکے پائے استقامت میں لغزش نہ پیدا ہونے دیں۔

عقائد کی پختگی کے نتیجہ میں ہونے والی ہجرتیں ایک بنیاد پرست ریاست کے قیام کا سبب بنتی ہیں ، اور پھر وہ ریاست کفار کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتی ہے ، اوروہ اسے مٹانے کے لیے چڑھ دوڑتے ہیں۔ کبھی اکیلے اکیلے اور کبھی ملت کفر کا اتحاد بنا کر۔لیکن بہر دو صورت انہیں شکست وریخت کا ہی سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس مملکت اسلامیہ کی بنیاد مضبوط عقائد پر ہوتی ہے۔ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ اسلامی سلطنت پر حملہ آور باطل قوتوں کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور بالآخر وہ مسلمانوں کے آگے سرنگوں ہو جاتی ہیں۔

ہجرت نبوی ﷺ کی طرف ایک طائرانہ نظر دوڑا کر دیکھیے کہ جب مکہ میں مسلمانوں پر عرصہ ءحیات تنگ کیا گیا وہ ہجرت کرکے مدینہ پہنچے تو کفار کو اسلام کا یوں پنپنا ہضم نہ ہوسکا۔انہوں نے ایک بہت بڑا اتحاد جمع کرکے مدینہ پر حملہ کا ارادہ

کیا جسکے نتیجہ میں غزوہ احزاب یا غزوہ خندق ہوا۔ وہ اس سے قبل بدر واحد میں مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے تجربات کر چکے تھے۔ لیکن اب کی بار بھی کفر کے اتحاد نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا بلکہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لیے کامرانی کے دروازے کھول دیے۔ اتحادیوں کے پاؤں اکھڑتے ہیں مدینہ کے ارد گرد میں موجود تمام تر یہودی قبائل اللہ نے مسلمانوں کے آگے زیر کر دیے، امارت اسلامیہ پھلنے پھولنے لگی، اموال غنائم سے مسلمانوں کی معاشی حالت فورا سنبھل گئی اور فتوحات کا یہ سلسلہ فتح مکہ تک جا پہنچا، جسکے بعد فتوحات اسلامیہ کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

آج کل ہمارے حالات بھی کچھ اسی طرح کے بنے ہوئے ہیں۔ کہ ملت کفر اسلام کو مٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ روس کے ٹوٹنے کے بعد افغانستان میں حدود اللہ کا قیام، بتوں کا ٹوٹنا، غیر اللہ کی پرستش کا مٹنا، نماز وزکاۃ کے نظام کا قیام، داڑھی وبرقعہ کے کلچر کا احیاء، عالم کفر کو ناگوار گزرا تو انہوں نے نائن الیون کا بہانہ بنا کر ساری ملت کفر کو جمع کرکے افغانستان پر آتش وآہن کی بارش کردی۔ آزاد کشمیر کے زلزلہ کے بعد جب انہیں معلوم ہوا کہ پاکستانی قبائل بھی حدود اللہ کا نفاذ کیے ہوئے ہیں تو ایک جعلی فلم بنوا کر طالبان اور اسامہ کے تلاش کا بہانہ ساتھ ملا کر وزیرستان پر ڈرونوں کی بارش شروع کر دی۔ اور اس سے قبل وہ فکری طور پر مسلمانوں پر ایسی یلغار کر چکے ہیں کہ آج کلمہ پڑھنے والے بھی نماز، روزہ سے بے نیاز، مذہب کی پابندی سے آزاد، سنت نبویہ کا مذاق اڑانے والے، اور دین فطرت سے اعراض کرنے والے بن چکے ہیں۔ وہ ہر میدان میں اہل اسلام پر یلغار کیے ہوئے ہیں۔ لیکن سال نو کا آغاز ہمیں وہی پرانا سبق یاد دلاتا ہے کہ:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ * إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ* (آل عمران : ۱۳۹،۱۴۰)

کمزوری نہ دکھاؤ، غم نہ کھاؤ، اگر تم مؤمن ہو تو غلبہ تمہارا ہی ہوگا۔اگر تمہیں زخم لگے ہیں تو اسی طرح کے زخم انہیں بھی لگے ہیں ، اور ہم تو ان دنوں کو لوگوں کے درمیان گھماتے رہتے ہیں تاکہ اللہ جان لے کہ حقیقی ایمان والا کون ہے اور تم میں سے شہداء کا انتخاب کرے، اور اللہ تعالی ظالموں کو پسند نہیں فرماتا۔

یعنی آج بھی اگر کفر پھر سے اتحاد بنا کر اسلام کو کچلنے کے لیے دنیا بھر میں محاذ گرمائے ہوئے ہے ، تو کوئی بات نہیں سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر: ٤٥)عنقریب اتحادی شکست خوردہ ہو جائیں گے اور دم دبا کے بھاگ اٹھیں گے۔(ان شاء اللہ)۔ اور آج الحمد للہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ ۲۰۱۴ میں افغانستان سے انخلاء کی تیاریاں کر رہاہے۔کفر تباہی کے دھانے پر ہے ، اور اسکے بعد ان شاء اللہ پوری دنیا میں اسلام کا ڈنکا بجے گا ، اور مسلمانوں کا دور ہوگا۔

سال ہجری کا آغاز ہجرت نبوی کی یاد دلا کر بتا تا ہے کہ اسلام دہشت گردی کا دین نہیں بلکہ یہ تو قربانی ، فیاضی ، فدا کاری ، عزت انسانی کے تحفظ ، بنی نوع انسان کی آزادی ، اور انکے حقوق کی حفاظت کا دین ہے۔یہ دین غموں اور پریشانیوں میں آنسو بہانے اور رونے پیٹنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ جرأت وبسالت کی داستانیں رقم کرنے کا کہتا ہے ، اخوت وبھائی چارے کی تاریخ قائم کرتا ہے ، ایثار وقربانی کے انمٹ نقوش پیدا کرتا ہے۔

لیکن صد افسوس کہ بظاہر اسلامی معاشرہ میں شامل ایک مخصوص طبقہ اسلامی سال نو کے آغاز کے ساتھ ہی رونے دھونے اور ماتم ونوحہ کا آغاز کرکے یہ شعور دلاتا ہے کہ شاید اہل اسلام کی ڈکشنری میں گزشتہ واقعات کو یاد کرکے آنسو بہانے اور رونے پیٹنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔حالانکہ نبی کریم ﷺ نے نوحہ وماتم پر سخت نکیر فرماتے ہوئے اسے حرام قرار دیا اور فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُودَ، وَشَقَّ الجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ

جس نے رخسار پیٹے ، گریبان چاک کیے ، اور جاہلیت کے سے بین کیے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (صحیح بخاری:۱۲۹۷)

اور کاش یہ لوگ جن کا ماتم کرتے ہیں انکے بابا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہی فرمودات اپنی ہی کتابوں سے پڑھ لیتے ، انہوں نے تو رسول اللہ ﷺ کی وفات پر فرمایا تھا : ولو لا أنک أمرت بالصبر ونہیت عن الجزع لأنفذنا علیک ماء الشؤون (نہج البلاغہ ج ۳ ص ۲۵۶، ط: مصر)

اگر آپ ﷺ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا ، اور جزع فزع سے منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم رو رو کر آنکھوں کا پانی ختم کر دیتے۔

اسی طرح انکے معتبر امام معصوم جعفر صادق رحمہ اللہ' اللہ تعالی کے فرمان ولا یعصینک فی معروف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ معروف سے مراد یہ ہے کہ عورتوں اپنے کپڑوں کو مت پھاڑیں ، چہرے نہ پیٹیں ، واویلا نہ کریں ، میت کے پیچھے قبر تک نہ آئیں ، سیاہ ماتمی لباس نہ پہنیں ، اور اپنے بال نہ بکھیریں

(فروع کافی، کتاب المعیشۃ ، باب صفۃ مبایعۃ النبی ﷺ النساء ، ج۵ ص ۱۶۷)

صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے اقوال اسی گروہ کے مسلمہ رہبران دین سے ماتم ونوحہ کی مذمت میں منقول ہیں۔لیکن صد افسوس کہ آج وہ ان فرمودات مقدسہ کی طرف کان نہیں دھرتے۔اور ستم بالائے ستم کہ نام نہاد اہل السنہ کا ایک بڑا طبقہ بھی انکے ساتھ ان کاموں میں شریک ہو جاتا ہے۔حالانکہ انکے اعلی حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے نہایت سختی کے ساتھ ایسے کاموں کو سوگ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں : یہ تمام کام سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے ۔

(احکام شریعت حصہ اول ، ص۱۷)

اور اسی طرح تعزیہ داری ، اور اس پر نذرو نیاز کو بدعت سیئہ وممنوع وناجائز قرار دیتے ہیں۔ (تعزیہ داری:۱۵)

الغرض اہل اسلام کے تمام تر مکاتب فکر کے زیرک افراد نے مروجہ ماتم ونوحہ وغیرہ کو ناجائز ہی قرار دیا ہے۔کیونکہ یہ مہینہ انتہائی مقدس ، اور احترام کا مہینہ ہے۔اللہ نے اسے اشہر حُرم میں شامل فرمایا ہے۔اور نبی کریم ﷺ نے اس مہینے کو اللہ تعالی کا مہینہ قرار دیا ہے اور اسکی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ، صِيَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ (صحيح مسلم : ۱۱٦۳)

رمضان کے مہینے کے بعد افضل ترین روزے اللہ کے مہینے محرم الحرام کے روزے ہیں۔

اور پھر اس مہینے کی نو تاریخ کا روزہ بہت فضیلت کا حامل ہے۔ابتدائے اسلام میں نبی ﷺ نے یوم عاشوراء یعنی دس محرم الحرام کے روزہ کو فرض قرا ر دیا تھا (بخاری:۲۰۰۵)۔پھر رمضان المبارک کے روزوں کے فرضیت کے بعد آپ ﷺ نے اسے نفل قرار دیا(بخاری: ۲۰۰۳) ۔اور یہ وہ دن تھا جس دن اللہ تعالی نے سیدنا موسی علیہ السلام اور انکی قوم کو فرعون سے نجات دی تھی (بخاری: ۲۰۰٤) لیکن پھر آپ ﷺ نے بعد میں یہود کی مخالفت کرتے ہوئے روزہ رکھنے کی تاریخ بدل دی اور نو تاریخ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا :

لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ (مسلم : ۱۱۳٤)

اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں تاریخ کا روزہ رکھوں گا۔

اور مخالفت کا یہ طریق نہایت زبر دست ہے کہ جس دن یہود روزہ رکھیں مسلمان اس دن افطار کریں اور جس دن وہ نہ رکھیں اس دن اہل اسلام روزہ کے ساتھ ہوں اس طرح انکی مخالفت تامہ حاصل ہوتی ہے۔اور سیدنا موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی نے رات کے وقت نکلنے کا حکم دیا تھا (الشعراء :۵۲) تو نبی کریم ﷺ نے رات کے ابتدائی حصہ کا اعتبار کرتے ہوئے فرعون سے آزادی کی خوشی میں روزہ منانے کا دن یہود کی مخالفت میں نو محرم الحرام کو مقرر فرما دیا۔ جبکہ یہود رات کے آخری حصہ

کا اعتبار کرتے ہوئے دس محرم الحرام کو فرعون سے آزادی کی خوشی میں روزہ رکھتے تھے۔ اور یہی معاملہ پاکستان اور بھارت کے یوم آزادی کا ہے کہ دونوں ملکوں کی آزادی کا فیصلہ ایک ہی رات میں کیا گیا تھا لیکن اہل پاکستان چودہ اگست کو یوم آزادی مناتے ہیں اور اہل بھارت پندہ اگست کو ، اور دونوں کے ہاں مقصود ایک دوسرے کی مخالفت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی یہود کی مخالفت کرتے ہوئے نو تاریخ کا روزہ رکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا لیکن آپ ﷺ آئندہ سال تک زندہ نہ رہ سکے ۔ لہذا یہی وہ دن ہے کہ جس دن کے روزہ کو نبی کریم ﷺ نے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔

(مسلم :۱۱٦۲)

مسند احمد(۲۱۵۵) میں ایک روایت ایسی بھی موجود ہے جس میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم ہے اور اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھنے کا کہا گیا ہے۔ اور عوام الناس میں یہی بات زیادہ معروف ہے کہ یا تو نوا ور دس محرم کا روزہ رکھاجائے یا پھر دس اور گیارہ کا۔ اور اسکی بنیادیہی روایت ہے لیکن درحقیقت وہ روایت پایہء ثبوت کو نہیں پہنچتی کیونکہ اسکی سند میں ایک راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ہے جو کہ سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

پھر کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نوتاریخ کا روزہ رکھنے کا عزم تو فرمایا لیکن دس تاریخ کا روزہ رکھنے سے منع نہیں کیا۔تو انکی خدمت میں عرض ہے کہ عربی زبان میں لفظ التاسع میں حصر پایا جاتا ہے۔جو اپنے ماقبل اور مابعد دونوں کی نفی کرتا ہے۔تو جب نبی کریم ﷺ نے لأصومن التاسع فرمایا تو حصر کی وجہ سے آٹھ اور دس کی خود بخود نفی ہوگئی۔اسکی آسان مثال آپ یوں سمجھیں کہ جب آپ کہیں کہ میرا بچہ نویں کلاس میں پڑھتا ہے تو اسکا معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ نویں میں ہی پڑھتا ہے نہ آٹھویں میں اور نہ ہی دسویں میں۔ہاں اگر یہ کہا جائے کہ میرے بچے

نے نو کلاسیں پڑھی ہیں تو اس سے یہ مفہوم بالضرور نکلتا ہے کہ اس نے آٹھ بھی پڑھی ہیں یہی معاملہ تاسع اور تسعة کا ہے تاسع کا معنی ہے نویں یا نواں ،اور تسعة کا معنی ہے نو، اور ان دونوں میں فرق صاف ظاہر ہے۔

اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فتوی دیا ہے کہ یوم تاسع یعنی نویں محرم کو روزہ رکھا جائے بلکہ انہوں نے تو یہاں تک فرمایا دیا کہ نبی ﷺ اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے۔(مسلم : ۱۱۳۳) یعنی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عزم صمیم کو حقیقتِ واقعہ سے تعبیر فرما دیا۔

الغرض نو محرم الحرام کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور یہ بہت فضیلت اور اہمیت کا حامل روزہ ہے۔

لیکن اکثر لوگ ان ایام کی فضیلتوں سے نہ آشنا ہیں۔اور اس شہر اللہ کے تقدس وحرمت سے ناواقف ہیں۔جسکی بناء پر وہ اس ماہ مقدس ومحترم کی فضیلتوں اور برکتوں کو سمیٹنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔بلکہ وہ ان ایام میں بدعات وخرافات کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ حتی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرا بازی کا دور چلتا ہے۔ ان نفوس قدسیہ کی عزت وحرمت کو پامال کیا جاتا ہے۔ ادب واحترام کے تمام تر تقاضے بھلا دیے جاتے ہیں۔ حتی کہ بہت سے نام نہاد اہل السنہ بھی واقعہ کربلا کو ایک خاص رافضی رنگ میں بیان کرتے ہیں جو کہ رافضیت کی ایک خاص آئیڈیالوجی کا غماز ہے ۔جس میں سانحہ کربلا کو کفر واسلام کی جنگ قرار دے دیا جاتا ہے۔حالانکہ یہ سانحہء فاجعہ ایک حادثاتی نوعیت کا واقعہ ہے ، اگر یہ واقعتا کفر واسلام کی جنگ ہوتی تو اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ضرور شرکت فرماتے اور کبھی نواسہ رسول ﷺ کو تنہا نہ چھوڑتے۔ اور صرف تنہاء چھوڑنے تک ہی بات نہیں بلکہ تمام تر بہی خواہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اس سفر سے منع کیا اور پیش آمدہ ممکنہ خطرات سے آگاہ فرمایا تھا۔

اور خود سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے راستہ سے ہی واپس پلٹ جانے کا ارادہ فرما لیا تھا لیکن مسلم بن عقیل کے بھائیوں کے اصرار پر وہ انکے ساتھ ہو لیے اور شام کی طرف سفر کا آغاز کیا۔کیونکہ مدینہ سے کوفہ کے راستہ میں کربلا نہیں آتا بلکہ یہ شام کے راستہ میں ہے۔اور پھر ابن زیاد کے سامنے بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے تین تجاویز رکھیں کہ یا تو مجھے واپس لوٹ جانے دو ، یا اسلامی سرحدوں پر جانے دو ، یا یزید کے پاس لے چلو۔لیکن انکی کوئی تجویز بھی منظور نہ ہوئی اور ظالموں نے دھوکہ سے انہیں شہید کر ڈالا۔
[البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۷۱، تاریخ الطبری ج٤ ص ۲۹۳]

اور شہادت ایک ایسا اعزاز ہے کہ اہل اسلام اس پر ماتم وشیون، آہ وبکاء نہیں کرتے بلکہ اسے اپنے لیے باعث صد افتخار سمجھتے ہیں۔

اور پھر اس واقعہ کا ماہ محرم کی فضیلت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔کیونکہ دین اسلام تو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی مکمل ہو چکا تھا۔اور تکمیل دین کے بعد اس میں کسی بھی قسم کا اضافہ بدعت کہلاتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ماہ محرم الحرام اسلامی ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے۔اور یہ ہجرت نبوی ﷺ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے بہت سی عبرتیں ، نصیحتیں ، اور یادیں سموئے ہوئے ہے۔اور یہ اشہر حرم میں شامل ہونے کی وجہ بلند عزت واحترام کا حامل ہے۔اور اس ماہ کے روزے رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل ترین روزے ہیں۔اور نو محرم الحرام کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔واقعہ کربلا کا اس مہینے کی حرمت وفضیلت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

باطل سے اتحاد کے لیے حق سے اختلاف ؟!

از قلم: ابوالفوزان کفایت اللہ سنابلی

آج ہر چہار جانب سے امت مسلمہ میں اتحاد کے نعرے لگ رہے ہیں اوراس کے لئے ہر ممکن ذریعہ کی تلاش اوراس پر عمل کی کوششیں جاری ہیں حالانکہ قران وحدیث میں واضح طورپراختلاف کے اسباب اوراتحاد کے ذرائع کی طرف نشاندہی کردی گئی ہے،لیکن افسوس کی قرآنی ارشادات ونبوی تصریحات کی روشنی میں اختلاف دورکرنے اوراتحاد قائم کرنے کی کوشش کے بجائے اپنی عقل وتجربہ کی بنیادپراتحاد امت بلکہ اتحاد انسانیت کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں۔

اورآج مصلحت پرستوں نے اتحاد کاسب سے بہترین فارمولہ یہ اپنا لیا ہے کہ جولوگ ہم سے اختلاف رائے رکھتے ہیں ان کی کچھ باتوں کو قبول کرلیاجائے گرچہ ان کابطلان اظہرمن الشمس ہو۔اس میں شک نہیں اس فارمولہ سے بھی کسی حدتک اتحاد ممکن ہے مگراتحاد کے خاطرایسے سمجھوتے کی قران وحدیث میں قطعاکوئی گنجائش نہیں ،بلکہ صراحت کے ساتھ اس سے منع دیاگیاہے:

{وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ} [البقرة: ١٢٠]

یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے، جو اللہ نے بتایا ہے ورنہ اگراُس علم کے بعد، جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مدد گار تمہارے لیے نہیں ہے۔

اس آیت میں اہل باطل کے ساتھ اتحاد اوران کی رضا کے حصول کے لئے ایک کامیاب ذریعہ بتلایا گیا ، اور وہ ہے اہل باطل کے باتیں قبول کرلینا۔

اللہ تعالی نے یہ کار آمد ذریعہ اس لئے نہیں بتلایا تھا کہ اس پر مکمل نہ سہی تو جزوی طور پر ہی عمل کرکے اغیار کی خوشنودی حاصل کی جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ ذریعہ گرچہ کار آمد ہے مگر اس پر عمل ،اغیار کی خواہشات کی پیروی کرنا ہے ، اور علم و حقائق کے واضح ہوجانے کے بعد یہ طرزعمل الہی نصرت وتائید سے محرومی کا ذریعہ بھی ہے ، گرچہ دنیاوی اتحاد اس سے حاصل ہوجائے،فرمایا:

{ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ} [البقرة: ۱۲۰]

اگراُس علم کے بعد، جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مدد گار تمہارے لیے نہیں ہے۔

مگرافسوس کہ آج مدعیان اسلام کا ایک پورا گروہ ہے جو جزوی طور پر اس فارمولہ پر عمل پیرا ہے اور اغیار کی نصرت و حمایت کے حصول کی خاطر اللہ کی نصرت تائید کاسودا کررہا ہے،چنانچہ کوئی سزائے رجم کا انکار رہاہے،کوئی بے پردگی کی حمایت کررہاہے، کوئی قربانی کے خلاف احتجاج کررہاے، کوئی شاتمین رسول کے تحفظ پر کتابیں لکھ رہاہے، کوئی شراب نوشی ، حرام خوری اور فحاشی کو جائز بتلا رہا ہے ، کوئی خواتین کو خطبہ جمعہ اور مردوں کے ساتھ قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا کر نماز پڑھنے کی تعلیم دے رہاہے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ مفتیان کرام نے توموسیقی اورخواتین اسلام کے لئے اہل کتاب سے شادی تک کی اجازت دے دی،اوراس کے لئے قران وحدیث سے دلائل بھی فراہم کردئے۔

ان تمام گمراہیوں کی وجہ کم علمی نہیں بلکہ اغیار کی رضاجوئی ہے،آج دنیاوی ترقی یافتہ قوم کو خوش کرنے کے لئے اوران کے ساتھ قدم سے قدم ملاکرچلنے کے لئے باطل کے ساتھ سمجھوتہ کیا جارہا۔

یہ طرز عمل عموما مفکرین کا ہوتا ہے لیکن ایسے علمائے دین کی بھی کمی نہیں ہے جو آئے دن اہل بدعت کی تائید وتصویب کرتے جاتے ہیں تاکہ وہ ان سے خوش رہیں ، اور نتیجتہ ہمارے اوران کے بیچ اتحاد وامن ومان قائم ہو،چنانچہ اسی فارمولہ پر عمل کرتے ہوئے کوئی حادث ،عطائی اور محدود کا فلسفہ پیش کرکے انبیاء کے لئے بھی علم غیب کا اثبات کررہاہے،کوئی عقائد میں اشعری فکر کی حمایت میں سرگرم ہے، کوئی رفع الیدین میں جوازالامرین کا قائل ہے،وغیرہ وغیرہ۔

اس میں شک نہیں کہ ماضی میں فہم ومعرفت میں تفاوت کی بناپر بھی ان امورمیں اختلافات ہوئے ہیں مگر آج قیام اتحاد کے پیش نظر ان اختلافی امور میں رائے قائم کی جارہی۔

مولانامودودی صاحب بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اتحاد امت کے لئے کوششیں کی ہیں اوراس اتحاد کی خاطر بہت سارے دینی وشرعی مسائل میں جوازالامرین اورمباح کا تسلسل عام کردیا،خواہ یہ مسائل اوامر ومنہیات ہی کے قبیل سے کیوں نہ ہوں۔

اسی پر بس نہیں بلکہ موصوف نے شیعہ حضرات کے ساتھ بھی قدم سے قدم ملانے کی ٹھان لی اورانہیں بھی ساتھ لیکرایک فلیٹ فارم پر متحد ہونے کی کوشش کی ،اوران کے ساتھ اتحاد کے لئے اسی فارمولے پر عمل کیا یعنی ان کے بعض گمراہ کن اورباطل افکار کی تائیدوتصویب کردی اور"خلافیت وملوکیت" کے نام پر خیرالقرون کے مقدس گروہ صحابہ رضی اللہ عنہم پرسب وشتم تک کوگواراکرلیا تاکہ اسی طرح شیعہ حضرات قریب ہوسکیں اوران کے ساتھ متحد ہونے کی راہ ہموار ہو۔

الغرض یہ کہ آج ایسے بہت سے لوگ ہیں جوباطل کے ساتھ اس لئے سمجھوتہ کررہے ہیں تاکہ وہ ان سے قریب ہوسکیں اورآج کی بھولی بھالی عوام اسے اختلاف

رائے کا نتیجہ سمجھتی ہے مگر درحقیت یہ " باطل کے ساتھ اتحاد کے لئے حق سے اختلاف " کافارمولہ ہے، دنیاکی چندعارضی کوڑیوں کے لئے آخرت کی نعمتوں کی قربانی ہے، ضلالت وگمراہی کے لے ہدایت ومغفرت کاسوداہے، حق ان کی نظروں میں روز روشن کی طرح عیاں ہے، مگر دنیاپرستی کی خاطر حق پوشی سے کام لے رہے ہیں:

{ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١٧٤) أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ (١٧٥) ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ (١٧٦) } [البقرة: ١٧٤ - ١٧٦]

یقینا جو لوگ اُن احکام کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں ناز ل کیے ہیں اور تھوڑے سے دُنیوی فائدوں پرا نہیں بھینٹ چڑھاتے ہیں، وہ دراصل اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں قیامت کے روز اللہ ہرگز ان سے بات نہ کرے گا، نہ اُنہیں پاکیزہ ٹھہرائے گا، اور اُن کے لیے دردناک سزا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب مول لے لیا کیسا عجیب ہے ان کا حوصلہ کہ جہنم کا عذاب برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ نے تو ٹھیک حق کے مطابق کتاب نازل کی تھی مگر جن لوگوں نے کتاب میں اختلاف نکالے وہ اپنے جھگڑوں میں حق سے بہت دور نکل گئے(البقرۃ: ۱۷۴، ۱۷۶)۔

اس آیت میں ایسے ہی لوگوں کا بیان ہواہے جو حق جاننے کے باوجود محض دنیاوی مفاد کی خاطر واضح غلطیوں بلکہ گمراہیوں پر بھی سمجھوتہ کرلیتے تھے۔

اللہ ہم سب کو ایسے افکاراورایسے افکارکے حامل افراد کے شر سے بچائے ، آمین۔

ماہ صفر کی بدعتیں

از قلم: حافظ محمد شریف حفظہ اللہ

اسلام ایک جامع اور اکمل ترین دین ہے ایک مکمل اور جامع ضابطہ حیات ہے اس لیے اللہ تعالی کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام توہمات باطلہ اور رسومات جاہلیہ کی مکمل بیخ کنی فرمائی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی کہ کٹھ ملاؤں اور علمائے سو نے اپنے حلوے مانڈے کی خاطر انہی توہمات باطلہ اور رسومات جاہلیہ کو مسلمانوں میں رواج دے کر عام کر دیا اور عام مسلمان اسے دین اسلام کا جزو سمجھ کر اور کار ثواب سمجھ کر بلا سوچے سمجھے اور بلا تحقیق کیے اپنے دین وایمان کا کونڈا کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالی خود قرآن پاک میں غور وفکر اور تدبر کرنے کی بار بار تاکید فرمارہے ہیں لیکن عامتہ المسلمین بلا تحقیق کی رسومات جاہلیہ کو بڑے ذوق وشوق سے دین کا ایک جزو سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں نہ تو کوئی رات یا دن، نہ ہی کوئی ساعت نہ ہی کوئی سال منحوس ہے۔ لیکن ہماری بدقسمتی ہے بعض جاہل لوگ اس ماہ صفر کو، تیرہ تیزی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مطابق یہ مہینہ نامبارک ہے۔ اور اس ماہ کے ابتدائی تیرہ دن انتہائی منحوس خیال کیے جاتے ہیں۔ اس لیے اس ماہ میں شادی بیاہ کو منحوس جانتے ہیں اور ان میں بعض لوگ تیرہ تاریخ کو گھونگھنیاں ابال کھاتے ہیں اور تقسیم بھی کرتے ہیں۔ اس طرح کے کام کر کے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اس فعل سے ان کا اس تاریخ نحوست سے بچاؤ ہو جائے گا۔ حالانکہ ایسا عقیدہ رکھنا شرع کے خلاف اور گناہ عظیم بھی ہے۔ نیز بدفالی لینا شرعا سخت ممنوع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جاہل اور بدعقیدہ عرب اس مہینہ کو نامبارک سمجھتے تھے اس لیے حدیث شریف میں اللہ کے رسول نے فرمایا کہ مرض کا لگنا، یا بدفالی لینا اور، صفر، کا خیال اس کی کوئی حقیقت اصلیت نہیں۔ کسی وقت یا زمانہ اور مہینہ کو برا کہتا ہے منحوس سمجھ کر گالی دیتا ہے حالانکہ زمانہ اللہ تعالی کا بنایا ہوا ہے اور اسی کے حکم سے شب وروز آتے جاتے ہیں اور اسی رفتار سے ماہ سال

بنتے ہیں۔ اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض وغایت کو سمجھا جائے تو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ زمانے کو گالی دینا اسے برا بھلا کہنا گویا اللہ تبارک وتعالی کو برا کہنا ہے (نعوذ باللہ) چنانچہ عامۃ المسلمین آج تک آسمان کو مخاطب کر کے انقلابات کی نسبت کرتے ہیں اور بھلائی برائی کو آسمان یعنی زمانہ لیل ونہار کی گردش سے منسوب کرتے ہیں جو کہ صریحا کفر ہے۔ نیز اس ماہ کے آخری بدھ کے متعلق یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض سے صحت یاب ہو کر سیر وتفریح کے لیے شہر سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ اس لیے بعض لوگ اس پر عمل کرتے ہیں حالانکہ اگر تاریخ اور حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ ایک من گھڑت قصہ ہے اس کے بر عکس کتب تواریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ سرور کائنات نے جس مرض میں انتقال فرمایا وہ مرض ماہ صفر کے آخری بدھ سے ہی شروع ہوا تھا لیکن ایرانی سبائی مذہب کے ہاتھوں کھلونا بننے والے مسلمان ان کی سازشوں کا شکار ہو کر اس دن خوشی مناتے ہیں۔ اب انتہائی غور وفکر کا مقام ہے کہ جس آخری بدھ سے مسلمانوں کے امام وسردار اور پیغمبر آخر الزماں مرض الموت میں مبتلا ہوئے اس دن مسلمان خوشی سے تہوار منائیں اس روز عید سے زیادہ بن سنور کر نکلیں اور خوشیاں منائیں۔ غور وفکر کا مقام ہے کہ اگر کسی شخص کا ماں باپ یا کوئی عزیز رشتہ دار جس دن مرض الموت میں گرفتار ہو اور اسی مرض میں انتقال کر جائے تو کیا اس کے عزیز رشتہ دار اور فدائی وچاہنے والے اسی دن اس کی خوشیاں منائیں گے؟ یہ نام نہاد مسلمان سوچیں کہ کیا حُب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی تقاضا ہے؟ یہ کیسے فدائی اور محب ہیں؟ فرقہ بریلوی کے بانی احمد رضا خاں بریلوی کہتے ہیں کہ آخری بدھ چار شنبہ کی کوئی اصل نہیں۔ نہ اس دن صحت یابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت موجود ہے بلکہ مرض اقدس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس کی ابتداء اس دن بتائی جاتی ہے۔ (بحوالہ احکام طریقت)

ماہ صفر کی بدشگونیاں

از قلم: سہیل طاہر

بعض لوگ اس ترقی یافتہ دور میں بھی اسلامی تعلمات سے دور ہونے کی وجہ سے ماہ صفر کے متعلق ایسی ایسی بدشگونیاں اپنے ذہنوں میں بسائے ہوئے ہیں کہ جن کا دین اسلام سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔

ماہ صفر اسلامی سال کے مہینوں میں سے دوسرا مہینہ ہے پہلا محرم اور دوسرا صفر ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ صفر کا معنی خالی ہونا ہے. عرب لوگ محرم کے احترام میں لڑائی نہیں کرتے تھے لہذا صفر شروع ہوتے ہی جنگ وقتال کے لیے گھروں سے نکل جاتے اور گھروں کو خالی چھوڑ دیتے تھے . صفر الید: خالی ہاتھ اور بیت صفر من المتاع خالی گھر کو کہتے ہیں ۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا ، نحوست کی وجہ سے اس میں شادی نہ کرنا ، اس میں مٹی کے برتن توڑ ڈالنا ،جنات کا نزول ، مکڑی کے جالے صاف کرنا ، ماہ صفر کے آخری بدھ یعنی چہار شنبہ کو جلوس نکالنا اور شہروں اور بستیوں کے باہر بڑی بڑی محفلیں منعقد کرکے خاص قسم کے کھانے اور حلوے تقسیم کرنا ، مریضوں کو صحت یابی کے لیے تعویذ یا چھلا وغیرہ پہنانا اور چُورِی کی رسم ادا کرنا ، وغیرہ وغیرہ بیماریوں سے شفا کی نیت سے صبح صبح گھاس پر چلنا اور کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار بیمار ہوئے تھے اسی دن اللہ تعالی نے آپ کو شفا دی تھی ، پھر آپ نے لطیف اور عمدہ حلوہ کھایا تھا۔

احمد رضا خان بریلوی صاحب سے جب اس چہار شنبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کیا جواب دیا کہ آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت

یا بی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس ،جس میں وفات ہوئی ، اس کی ابتدا اس دن سے بتا ئی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے (آخر اربعاء من الشهر یوم نحس مستمر)اور مروی ہے ابتدائے ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیه الصلاةوالتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے بر تن توڑدینا گنا ہ واضاعت مال ہے بہر حال یہ سب باتیں بے اصل اور بے معنی ہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ احکام شریعت مسئلہ:۹۳ حصہ دوم،ص:۱۱۰،۱۱۱)

اسلام سے پہلے مشرکین بھی اسی طرح کے عقائد رکھتے تھے . اسلام نے اس طرح کے تمام توہمات ،خر افات ، اور بدشگونی کی مذمت فر مائی۔

فر مان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا فر مان ہے :

لا عدوی ولا طیر ة ولا هامة ولا صفر

کو ئی بیماری متعدی نہیں ،بدشگونی درست نہیں ،الو میں انسان کی روح کے داخل ہونے کا کوئی تصور نہیں اور صفر میں کوئی نحوست نہیں۔

(بحوالہ بخاری ،الطب باب الجذام: ۵۷۰۷)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذی شان ہے:

ليس منا من تطير او تطير له (الصحیحہ:۲۱۹۵)

بد شگونی کرنے والا یا جس کے لیے بدشگونی کی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

نیز فرمایا:

جس کو بدشگونی نے اس کے کام سے روک دیا اس نے شرک کیا ،(مسند احمد:۷۰۴۵)

اور اس ماہ کی فضیلت کے بارے میں کو ئی حدیث مروی نہیں اور نہ ہی اس ماہ میں کوئی عمل خاص کیا گیا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ پورے سال میں تین لا کھ بیس

ہزار بلائیں وآفات زمین کا رُخ کرتی ہیں اور یہ ساری ماہ صفر کے آخری بدھ میں اترتی ہیں ،لہذا یہ سال کا سخت ترین دن ہوتا ہے۔تو جو کوئی اس میں چار رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ،سترہ بار سورہ کوثر ،پندرہ بار سورہ اخلاص جبکہ معوذتین ایک بار پڑھے ۔ پھر سلام پھیر کر یہ دعا پڑھے تو اس کی اللہ تعالی ان تمام آفات سے حفاظت فرمائے گا جو اس دن نازل ہوتی ہیں اور سارا سال کوئی آفت اس کے قریب بھی نہ پھٹکے گی۔ وہ دعا یہ ہے :

بسم اللہ ،اللھم یاشدید القوۃ ،ویاشدید المحال ، یا عزیز یامن ذلت لعزتک جمیع خلقک اکفنی من شر خلقک یا محسن ،یا مجمل ، یامتفضل ،یا منعم ، یا متکرم ..... وصلی اللہ علی سیدنا محمدوعلی الہ وصحبہ اجمعین

اس طرح کی کوئی روایت نبی مکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔بلکہ آپ صلی اللہ علی وسلم نے اس کے مقابلے میں یہ حدیث ارشاد فرمائی جو کہ عام ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا کچھ ایسے خوش نصیب لوگ بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالی بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائیں گے ان کی تعداد ستر ہزار ہے۔اور ان کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔وہ لوگ داغ نہیں لگواتے کسی سے کہہ کر دم نہیں کرواتے بدشگونی اور بدفالی کے قائل نہیں صرف اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں ۔عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ میرے لیے بھی دعا فرمادیں آپ نے فرمایا :انت منھم " تو ان میں شامل ہے۔ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر یہی گزارش کی تو آپ نے فرمایا " عکاشہ رضی اللہ عنہ سبقت لے جا چکے ۔

(مسلم ،الایمان ،باب دلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب)

اللہ تعالی ہمیں بھی ان خوش نصیبوں کی فہرست میں شامل فرمالے۔آمین"

ایک غیر مقلد کی کہانی ... مقلدین کی زبانی

قسط نمبر ۱ از قلم: شاہد نذیر

ایک مشہور و معروف غیر مقلد کی کہانی پیش خدمت ہے جس نے اپنے "کارناموں" کی بدولت تاریخ میں ایک متنازعہ ترین شخصیت کے طور پر بے پناہ شہرت حاصل کی۔ اگر چہ مختلف ادوار میں اس شخصیت کے چاہنے والوں نے دجل اور فریب کے ذریعے ہر چند کوشش کی کہ انھیں ایک غیر متنازعہ شخصیت کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے لیکن غیر مقلد موصوف جو سنہری کارنامے سر انجام دے چکے تھے اس کی بدولت ان لوگوں کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ آہ! حسرت ان غنچوں پر جو بن کھلے مرجھا گئے۔

یہ متنازعہ غیر مقلد کون تھا آیئے ایک مقلد کی زبانی اس کا تعارف حاصل کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت، مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں: بعض غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمیں ان سے نفرت ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہم خود ایک غیر مقلد کے معتقد اور مقلد ہیں، کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے۔ (مجالس حکیم الامت، صفحہ ۳۴۵)

صوفی محمد اقبال قریشی دیوبندی لکھتے ہیں: حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ وہ معتدل مزاج جامع شخصیت تھے کہ خود فرماتے ہیں کہ ہم جب خود ایک غیر مقلد حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں (کیونکہ مجتہد کسی کا مقلد نہیں ہوتا) تو پھر غیر مقلدین سے نفرت کیوں کریں۔ (ھدیہ اھلحدیث، صفحہ ۶)

مذکورہ بالا حوالاجات سے اس متنازعہ غیر مقلد کا تعارف مقلدین کی زبانی حاصل ہوا کہ وہ شخصیت نعمان بن ثابت المعروف امام ابوحنیفہ تھے۔ اہم ترین بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ غیر مقلدین سے نفرت کرنا انہیں برا بھلا کہنا اور گالیاں دینا اصل میں امام ابوحنیفہ کو گالیاں دینا، انہیں برا بھلا کہنا اور ان سے نفرت کرنا ہے۔ کیونکہ دیوبندیوں کے حکیم الامت کے بقول

ابو حنیفہ پکے غیر مقلد تھے۔اور ان کا غیر مقلدین سے نفرت کرنے کا تصور تک نہ کرنا بھی خود انکے امام صاحب کے یقینی غیر مقلد ہونے کی وجہ سے تھا۔اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مقلدین سے متعلق ایسا رویہ رکھنے والے معتدل مزاج نہیں بلکہ غالی اور متشدد ہیں۔

اس اعتراف کے بعد تو مقلدین کا فرض تھا کہ غیر مقلدین کا پورا پورا احترام کرتے اور ان پر طعن و تشنیع سے باز رہتے کیونکہ اس کے نتیجے میں خود ان کے امام اعظم پر حرف آتا اور انکی بدنامی ہوتی ہے۔ لیکن بد قسمتی سے مقلدین کا یہ فرض بھی ان کی بے اصولیوں کی نظر ہو گیا۔اور اہل حدیث سے بغض، حسد، جلن میں لفظ غیر مقلد کی آڑ میں اپنے ہی غیر مقلد امام اعظم ابو حنیفہ کی عزت کو سر بازار اچھال دیا۔ آل تقلید نے غیر مقلدین بشمول پکے غیر مقلد امام ابو حنیفہ کی شان میں ایسی گھٹیا اور سوقیانہ زبان استعمال کی کہ شرم بھی شرما گئی۔امام ابو حنیفہ کا متنازعہ ہونا تو علیحدہ مسئلہ ہے لیکن میرے نزدیک یہ اس لحاظ سے ایک مظلوم شخصیت ہیں کہ ان کی عزت سب سے زیادہ ان کے چاہنے والوں کے ہاتھوں ہی کھلونا بنی ہے۔ آیئے ایسی ہی کچھ مثالوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

مقلدین کی زبانی یہ جاننے کے بعد کہ امام ابو حنیفہ بلا شک وشبہ غیر مقلد تھے اب ہم آپ کو ایک مقلد ہی کی زبانی بتاتے ہیں کہ غیر مقلد کہتے کس کو ہے۔

۱۰۔ ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی، غیر مقلد امام ابو حنیفہ کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

غیر مقلد کی تعریف: مجتہد اور مقلد کا مطلب تو آپ نے جان لیا، اب غیر مقلد کا معنی بھی سمجھ لیں کہ جو نہ خود اجتہاد کر سکتا ہو اور نہ کسی کی تقلید کرے یعنی نہ مجتہد ہو نہ مقلد۔ جیسے نماز باجماعت میں ایک امام ہوتا ہے باقی مقتدی، لیکن جو شخص نہ امام ہو نہ مقتدی، کبھی امام کو گالیاں دے کبھی مقتدیوں سے لڑے یہ غیر مقلد ہے۔یا جیسے ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے باقی رعایا لیکن جو نہ حاکم ہو نہ رعایا بنے وہ ملک کا باغی ہے۔یہی مقام غیر مقلد کا ہے۔

(تجلیات صفدر، جلد سوم، صفحہ ۳۷۷)

یہ ادب ہے ادب ناشناس مقلدین کے ہاں ان کے خود ساختہ امام اعظم کا!!! ہم کہتے ہیں کہ جب امام ابو حنیفہ نہ مقلد تھے نہ مجتہد، نہ امام تھے نہ مقتدی بلکہ امام کو گالیاں دینے والے اور مقتدیوں سے جھگڑا کرنے والے تھے اور ان کا مقام ملک کے باغی جیسا تھا تو مقلدین کو آخر ایسی کیا موت پڑی ہے کہ انہیں غیر مقلد امام کی تقلید کرنے پر مجبور ہیں ؟! عجیب بات ہے کہ تقلید بھی انہی کی کرتے ہیں اور گالیاں بھی انہی کو دیتے ہیں ؟! اس کو کہتے ہیں: جس تھالی میں کھانا اسی میں سوراخ کرنا۔

۰۲۔ بے ادب اور گستاخ امین اوکاڑوی صاحب ایک اور مقام پر غیر مقلد امام ابو حنیفہ کی سوانح حیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وہ جاہل ہی پیدا ہوتا ہے، جاہل ہی مرتا ہے۔ وہ ساری عمر کتاب اللہ سے بھی جاہل رہتا ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ سے بھی۔ اور کتاب و سنت کا علم تو اسے کیا ہوتا۔ اس کو اپنے بارہ میں بھی علم نہیں ہوتا کہ میں جاہل ہوں۔

(تجلیات صفدر، جلد چہارم، صفحہ ۳۰۰)

ویسے تو امین اوکاڑوی اعلیٰ درجے کے کذابوں میں سے ایک تھا لیکن جس طرح شیطان سے ایک مرتبہ سچ بولنا ثابت ہے بعینہ اسی طرح امین اوکاڑوی کے قلم سے بھی کبھی کبھی سچ نکل ہی جاتا تھا جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت ہے۔ اس عبارت کی تصدیق غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے فتوؤں سے بھی ہوتی ہے جو فقہ حنفی کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے نزدیک رضاعت کی مدت ڈھائی برس تھی جبکہ اللہ رب العالمین کے نزدیک رضاعت کی مدت دو برس قرآن مجید میں مذکور ہے۔ چونکہ امام صاحب کا اس فتوے سے رجوع ثابت نہیں اس لئے ثابت ہوا کہ غیر مقلد امام ابو حنیفہ تمام عمر کتاب اللہ سے جاہل تھے۔ اسی طرح شوال کے چھ روزے جن کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ تھے۔ جو کہ اس بات کا روشن اور واضح ثبوت ہے کہ غیر مقلد امام صاحب احادیث رسول ﷺ سے بھی جاہل تھے۔ اس کے علاوہ عقیقہ جو کہ مسلمانوں کے نزدیک سنت رسول ﷺ ہے۔ غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے نزدیک زمانہ جہالت کی ایک رسم تھی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ تمام حقائق امین

اوکاڑوی کے بیان کو جو اس نے غیر مقلد ابو حنیفہ کی جہالت کے بارے میں دیا سچ ثابت کرتے ہیں۔

غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے انہی جاہلانہ اور گستاخانہ فتوؤں کے سبب امین اوکاڑوی نے کہا:

غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے۔ (تجلیات صفدر، جلد چہارم، صفحہ ۳۰۰)

تمام تر حقائق جاننے اور ان کا اقرار کرنے کے باوجود بھی مقلدین کا ایسے غیر مقلد شخص کو امام بنا لینا اور پھر اپنے دین کی بنیاد اس کی اندھی تقلید پر رکھ دینا انتہائی گھاٹے کا سودا ہے۔

۰۳۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی، غیر مقلد امام ابو حنیفہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے البتہ مقلد ہونا مشکل ہے کیونکہ غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا جسے چاہا بدعت کہہ دیا جسے چاہا سنت کہہ دیا کوئی معیار ہی نہیں مگر مقلد ایسا نہیں کر سکتا، اس کو قدم قدم پر دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ آزاد غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سانڈ ہوتے ہیں اس کھیت میں منہ مارا کبھی اس کھیت میں، نہ کوئی کھونٹا ہے نہ تھا، تو ان کا کیا، اس کو تو کوئی کرے غرض ایسے لوگوں میں خود رائی کا بڑا مرض ہے۔

(الافاضات الیومیہ، جلد ۴، صفحہ ۳۷۷،۳۷۸ بحوالہ وہابیوں کا مکر و فریب، صفحہ ۸۶ تا ۸۷)

مطلب یہ ہوا کہ اشرف علی تھانوی کے نزدیک امام ابو حنیفہ سخت سست اور کاہل تھے اس لئے انہوں نے آسان ترین طریقہ اختیار کیا اور غیر مقلد ہو گئے۔ ایک غیر مقلد امام کی تقلید کا دم بھرنا پھر اسی امام کو سانڈے سے تشبیہ دینا اور خود رائی کے مرض میں مبتلا بتلانا انہیں مقلدین کا حوصلہ ہے۔ پھر امام ابو حنیفہ کی گستاخی کے الزام پر مفت میں بدنام بیچارے اہل حدیث !

پس ثابت ہوا کہ آل تقلید کے نزدیک غیر مقلدیت وہ ناقابل معافی جرم ہے کہ اگر اس کا ارتکاب ان کے امام اعظم بھی کریں تو وہ بھی ان کے نزدیک کسی قسم کی رعایت کے مستحق نہیں۔

غیر مقلد امام ابو حنیفہ نہ صرف خود دین میں خود رائی کا شکار تھے بلکہ خود رائی کے مرض میں مبتلا افراد کے امام تھے ملاحظہ فرمائیں :امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نعمان بن ثابت کوفی صاحب الرائے تھے۔ (المجروحین لابن حبان: ۳/ ۶۴، ۶۳)

میزان الاعتدال میں ہے کہ: امام ابو حنیفہ کوفہ کے رہنے والے اہل الرائے کے امام ہیں۔

(میزان الاعتدال، جلد ۴، صفحہ ۳۶)

نوٹ: یادرہے کہ یہ وہی اشرف علی تھانوی صاحب ہیں جو ایک غیر مقلد کے اعتراض کہ آپ ہم سے نفرت کرتے ہیں کہ جواب میں فرمارہے تھے کہ ہم تو خود ایک غیر مقلد امام کے مقلد ہیں لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم غیر مقلد سے نفرت کریں لیکن یہاں موصوف کی غیر مقلدوں سے نفرت چھپائے نہیں چھپ رہی۔ بہر حال! یہی دوغلا پن تو آل تقلید کا امتیازی نشان ہے۔

۰۴۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب امام ابو حنیفہ کی غیر مقلدیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ غیر مقلدی نہایت خطرناک چیز ہے اس کا انجام سرکشی اور بزرگوں کی شان میں گستاخی یہ اس کا اولین قدم ہے۔

(الاضافات الیومیہ، جلد ۱، صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸ بحوالہ وھابیوں کا مکر وفریب، صفحہ ۸۷)

غالی مقلدین کی جانب سے غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے تابعی ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک تابعی کے بزرگ صحابہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتے اس لئے اگر غیر مقلدیت کا اولین قدم بزرگوں کی شان میں گستاخی ہے تو پھر یقیناً غیر مقلد امام ابو حنیفہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں گستاخی کر کے ہی غیر مقلد بنے ہوں گے۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا غیر مقلدیت کی انتہاء پر پہنچنے کے بعد صحابہ کرام کی شان میں گستاخیوں اور بد تمیزیوں کا گراف کس بلند سطح تک پہنچا ہو گا!

۰۵۔ ایک زلیل فطرت نام نہاد عالم عبد الغنی طارق لدھیانوی دیوبندی نے غیر مقلد امام ابو حنیفہ کو شان دار الفاظ سے ملقب کر کے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور اپنی ” لازوال محبت “ کو جو مقلدین کے دل میں امام صاحب کے لئے ہر وقت موجزن رہتی ہے پر مہر تصدیق

ثبت کر دی ہے۔ عبد الغنی طارق لدھیانوی اپنی مخصوص شیریں زبان میں لکھتے ہیں: لیکن علماء نے آپکو بد مذہب (برا مذہب) لا مذہب (بے مذہب) غیر مقلد (خواہش پرست) لکھا ہے۔

(شادی کی پہلی دس راتیں، صفحہ ۷)

لیکن جب ان القابات سے بھی لدھیانوی صاحب کے جذبات کی تسکین نہیں ہوئی اور امام صاحب سے محبت کے اظہار میں جو کمی رہ گئی تھی اسکو عبد الغنی طارق لدھیانوی نے اس طرح پورا فرمایا کہ غیر مقلد امام ابو حنیفہ کو شیطان کی اولاد قرار دے دیا۔ دیکھئے لکھتے ہیں: شیطان علی الصبح بازار جاتا ہے اور اپنی دم دبر میں لے کر سات انڈے دیتا ہے، ہر ایک انڈے سے ایک بچہ نکلتا ہے ہر ایک کا علیحدہ نام ہے اور علیحدہ کام ہے..... جو بچہ دوسرے انڈے سے نکلتا ہے اس کا نام ہے حدیث (جس کی تم آل و اولاد ہو)...... اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم شیطان کی اولاد ہوئے؟ بالکل سہیل کے منہ سے فوراً نکلا۔ (شادی کی پہلی دس راتیں، صفحہ ۷)

چونکہ یہ عبارت عبد الغنی طارق لدھیانوی صاحب نے غیر مقلد کے بارے میں تحریر فرمائی ہے اور بقول ان کے اکابرین امام ابو حنیفہ پکے اور سچے غیر مقلد تھے اس لئے اس عبارت کا صحیح مصداق بھی غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ ہم جاہل اور بے عقل مقلدین سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اپنے دین کی بنیاد ایک شیطان کی اولاد کے اقوال پر رکھ دینا کو ن سی عقل مندی ہے؟

۰۶۔ عبد الغنی طارق لدھیانوی دیوبندی عورت بن کر اپنے امام کے مذہب پر لعنت بھیجتے ہوئے فرماتے ہیں: غیر مقلدین کے جھوٹے مذہب پر ایک کھرب مرتبہ لعنت بھیجتی ہوں۔

(شادی کی پہلی دس راتیں، صفحہ ۳۶)

عبد الغنی طارق لدھیانوی دیوبندی کو اپنے اکابرین کی طرح عورت بننے کا بہت شوق ہے اس لئے انھوں نے ایک بے ہودہ کتاب بنام شادی کی پہلی دس راتیں جس کے سرورق پر لکھا ہے: صرف شادی شدہ پڑھیں، لکھی ہے جو ایک نو بیاہتا عورت اور مرد کے باہمی مکالمے کے انداز پر ہے جس میں طارق لدھیانوی نے بیک وقت مرد اور عورت دونوں کا کردار نباہتے ہوئے دونوں کی

ترجمانی کے فرائض سرانجام دئے ہیں۔ اس سے ایک طرف تو غیر مقلدین کو گالیاں دے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کی کوشش کی ہے اور دوسری جانب دیوبندی اکابرین کی طرح عورت بننے کی خواہش کی کسی حد تکمیل بھی کی ہے۔ اسے کہتے ہیں ایک تیر سے دو شکار۔

مذکورہ بالا عبارت میں طارق لدھیانوی کا غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے مذہب پر ایک کھرب لعنت بھیجنا ردعمل ہے فقہ حنفی کی اس عبارت کا جس میں مذکور ہے: اس شخص پر ریت کے ذروں کے برابر لعنتیں ہوں جو ابو حنیفہ کے قول کو رد کرتا ہے۔　　(ردالمختار مع شامی ص ۶۳، جلد ۱)

اب چونکہ حنفی دیوبندیوں اور حنفی بریلویوں کا مذہب ہی اس اختلاف پر مشتمل ہے جو امام صاحب کے شاگردوں نے ایک تہائی مسائل میں اپنے استاد سے کیا جس کی وجہ سے غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے شاگرد بھی اور ذریت دیوبندیت و بریلویت بھی اپنی پیدائش سے ہی لعنتی ہیں اور یہ لعنت ان لوگوں پر اپنے امام کے قول کے خلاف کرنے کی وجہ سے ہمیشہ برستی رہے گی۔ خیر ہمیں اس سے کیا؟ ان کے گھر کا معاملہ ہے چاہے خود کو لعنتی کہیں یا اپنے امام کو لعنت کا مستحق ٹھہرائیں۔　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

۷۰۔ عبدالغنی طارق لدھیانوی دیوبندی کا ایک قلمی نوادر ملاحظہ فرمائیں، میں نہیں سمجھتا کہ آج سے پہلے کسی اور مقلد نے ان شاندار الفاظ میں امام ابو حنیفہ کو خراج تحسین پیش کیا ہو۔ طارق لدھیانوی صاحب رقمطراز ہیں: تقلید کوئی عام قسم کا ہار نہیں بلکہ وہ سونے، چاندی، ہیرے جواہرات کا قیمتی ہار ہے۔ اس لئے وہ قیمتی ہار غیر مقلد، خنزیر اور کتے کے گلے میں نہیں ڈالا جاتا۔

(شادی کی پہلی دس راتیں، صفحہ ۵۲ تا ۵۳)

سب سے پہلے اشرف علی تھانوی جو دیوبندیوں کے مستند اکابر ہیں کے الفاظ ذہن میں لائیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے پھر بے شرم اور گستاخ عبدالغنی طارق دیوبندی کی اس عبارت کا مطالعہ کریں کہ کس طرح یہ ناہنجار شخص اپنے ہی امام اعظم کو خنزیر اور کتے کے مشابہ قرار دے رہا ہے۔ ویسے تو یہ الفاظ طارق لدھیانوی دیوبندی کے اپنے نہیں بلکہ یہ الفاظ اس نے اپنے استاد گستاخوں کے امام امین اوکاڑوی سے نقل کئے ہیں یعنی یہ وہی بار بار چبائے اور اگلے ہوئے

نوالے ہیں جنھیں طارق لدھیانوی نے چبایا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ پرائمری اسکول ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی اور عبدالغنی طارق دیوبندی کے نزدیک غیر مقلد ابوحنیفہ، خنزیر اور کتے میں کوئی فرق نہیں ان سب کا مقام اور مرتبہ ایک ہی ہے۔یاد رہے کہ یہ جملے ان لوگوں کے نوک قلم کا نتیجہ ہیں جو خود کو ائمہ کرام اور بزرگان دین کے باادب ہونے کا ڈھول پیٹتے نہیں تھکتے۔لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

۰۸۔عبدالغنی طارق لدھیانوی دیوبندی کا سینہ غیر مقلد امام ابوحنیفہ کی عداوت اور بغض سے بھرا ہوا ہے جس کا اظہار انہوں نے اپنی چھوٹی سے کتاب شادی کی پہلی دس راتوں میں کھل کر کیا ہے۔ایک مقام پر لکھتے ہیں: خدا برباد کرے غیر مقلدین کو جو جھوٹ پر جھوٹ بول کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ (شادی کی پہلی دس راتیں، صفحہ ۳۷)

جی صحیح فرمایا طارق لدھیانوی صاحب آپ نے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی غیر مقلد امام ابوحنیفہ کے جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہے۔دیکھیئے: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: کان ابوحنیفۃ یکذب ترجمہ: ابوحنیفہ جھوٹ بولتا ہے۔ (تاریخ بغداد، ص۴۱۸، جلد ۱۳)

امام ابوحنیفہ کے ساتھ ساتھ ان کے شاگرد بھی غیر مقلد اور جھوٹے تھے۔

النافع الکبیر میں مدرج ہے: نہ ابویوسف اور امام محمد مقلد ہیں اور نہ طحاوی، کرخی، ابوبکر القفال اور قاضی حسین مقلد ہیں بلکہ ان علماء کو جب ایک بات پسند ہو، دلیل کی رو سے وہ اختیار کرتے ہیں، اور یہ موافقت الراءی ہے نہ کہ تقلید۔

(بحوالہ تحفۃ المناظر یاتناقضات المقلدین، صفحہ ۵۹)

نوٹ: تقلید نہ کرنے والے کو ہی غیر مقلد کہا جاتا ہے۔پس ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد بھی غیر مقلد تھے۔

غیر مقلد امام ابویوسف کے بارے میں ان کے اپنے ہی استاد غیر مقلد ابوحنیفہ نے گواہی دی کہ ان کا شاگرد جھوٹا اور کذاب تھا۔دیکھیئے: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے کہا: کیا تم یعقوب

(ابویوسف) پر تعجب نہیں کرتے؟! وہ میرے بارے میں ایسی باتیں کہتا ہے جو میں نہیں کہتا۔
(التاریخ الصغیر / الاوسط للبخاری ۲ / ۲۰۹، ۲۱۰ وسندہ صحیح)

غیر مقلد ابو حنیفہ کے شاگرد رشید غیر مقلد ابو یوسف غیر مقلد امام محمد کو جھوٹا اور کذاب قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: اس کذاب یعنی محمد بن الحسن سے کہو۔ یہ جو مجھ سے روایتیں بیان کرتا ہے کیا اس نے سنی ہیں؟　　　(تاریخ بغداد ۲ / ۱۸۰، وسندہ حسن)

دیوبندیوں کی منافقت پر حیرت ہے جن غیر مقلدین (غیر مقلد امام ابو حنیفہ، غیر مقلد امام ابو یوسف، غیر مقلد امام محمد) کو جھوٹ بول بول کر گمراہ کرنے والا بتارہے ہیں انہیں جھوٹوں کے مذہب پر خود بھی عمل پیرا ہیں اور یہ خواہش بھی رکھتے ہیں کہ دوسرے بھی ان جھوٹوں کے مذہب کو اپنا کر اپنی آخرت برباد کرلیں۔ اللہ ان منافقین اور کذابین کے ٹولے کے شر سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین

غیر مقلد امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے بارے میں عبدالغنی طارق لدھیانوی دیوبندی نے اور بھی بہت سی باتیں کی ہیں جیسے ایک غیر مقلد کو مخاطب کرتے ہوئے عبدالغنی طارق دیوبندی فرماتے ہیں؛ سن جاہل.... جاہلوں کی روحانی اولا۔ (شادی کی پہلی دس راتیں، صفحہ ۴۸)

۰۹۔ غیر مقلد ٹولے کو جس میں سر فہرست امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ شامل ہیں کو عبدالغنی طارق لدھیانوی دیوبندی یہود اور شیعہ کا مقلد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: غیر مقلدین نے یہود اور شیعہ کی تقلید کی ہے۔　　　(شادی کی پہلی دس راتیں، صفحہ ۴۰)

عرض ہے کہ اگر یہ غیر مقلدین (ابو حنیفہ، ابو یوسف، امام محمد) یہودیوں کے مقلد تھے تو تم ان کی تقلید میں مبتلا ہو کر کیوں یہودیوں اور شیعوں کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہو؟

عجیب بات ہے کہ یہ تقلیدی لوگ جو خود ہی امام ابو حنیفہ پر اعتراض کرتے ہیں انہیں برا بھلا کہتے اور گالیاں دیتے ہیں (جس کا ثبوت سابقہ سطور میں بھی پیش کیا گیا ہے اور آئندہ بھی آئے گا۔ ان شاء اللہ) لیکن اس کا الزام انتہائی بے شرمی اور ڈھٹائی سے مخالفین پر تھوپ دیتے ہیں جیسے

عبد الغنی طارق لدھیانوی دیوبندی کا اہل حدیث خاتون پر لگایا گیا یہ الزام: امام اعظم پر اعتراض کرتی ہو شرم نہیں آتی۔ (شادی کی پہلی دس راتیں، صفحہ ۲۱)

غیر مقلد ابو حنیفہ پر اعتراض تم کرو گالیاں تم دو اور الزام اہل حدیث پر! آخر یہ کون سا انصاف ہے؟ ہم عبد الغنی طارق لدھیانوی کا اہل حدیث پر کسا ہوا یہ جملہ ان کے کردار اور عمل کی روشنی میں خود انہیں کو واپس لوٹا رہے ہیں: امام اعظم پر اعتراض کرتے ہو شرم نہیں آتی؟ ان مقلدوں کو شرم آئے بھی تو کیسے کہ یہ لوگ شرم وحیا کو خیر باد کہہ کر ہی تو حنفی بنے ہیں۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی!

۱۰۔ ابو بکر غازی پوری دیوبندی غیر مقلدین کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے انکشاف فرماتے ہیں: صحابہ سے بیزاری، ان کی شان میں زبان درازی، ان کے اجماع پر عمل کرنے سے انکار اور ان کے اقوال و آثار کو در خو اعتناء نہ سمجھ کر ترک کر دینے پر یہ سب متفق ہیں۔
(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، صفحہ ۱۱۴)

تمام غیر مقلدین کے بارے میں تو ہمیں نہیں معلوم لیکن غیر مقلد امام ابو حنیفہ کی تیار کردہ فقہ حنفی میں ضرور صحابہ کرام سے بے زاری اور ان کی شان میں زبان درازی موجود ہے اور اجماع سے انکار اور صحابہ کے اقوال کو در خو اعتناء سمجھ کر ترک کر دینا تو بہت معمولی بات ہے قرآن و حدیث کو اپنے خلاف پا کر ترک کرنے پر غیر مقلد امام ابو حنیفہ کے مقلدین کا اتفاق ہے۔

ابو بکر غازی پوری مزید فرماتے ہیں: فتنہ و فساد پھیلانے اور مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے درمیان اشتعال پیدا کرنے پر ان سب کا اتفاق ہے بلکہ اس سے زیادہ لذیذ و شیریں چیز ان کے نزدیک اور کوئی نہیں ہے۔ (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، صفحہ ۱۱۴)

ابو بکر غازی پوری دیوبندی سے ہزار ہا مذہبی اختلاف کے باوجود ہمیں ان کی یہ بات بالکل تسلیم ہے کہ غیر مقلد ابو حنیفہ نے دین اسلام میں قرآن و حدیث کے مقابلے پر اپنی ناقص رائے اور باطل قیاس کو داخل کر کے مسلمانوں کے درمیان فتنہ اور فساد کا جو بیج بویا تھا برسوں سے امت مسلمہ اس کی فصل کاٹ رہی ہے۔ (جاری ہے......)

موت العالِم موت العالَم

علماء کا اٹھ جانا علامات قیامت میں سے ہے۔ اور علماء کے اٹھنے کے ساتھ ساتھ علم بھی اٹھتا چلا جاتا ہے۔ اور آج ہم اسی مصیبت سے دوچار ہیں کہ علماء راسخین کی پہلے ہی بہت کمی ہے اور اس قحط الرجال کے دور میں جو چند اہل علم ہیں وہ بھی ہمیں داغ مفارقت دیے چلے جارہے ہیں۔

جو بادہ کش تھے پرانے اٹھے جاتے ہیں

کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی!

ان وفیات حسرت آیات میں فضیلۃ الشیخ، **محدث العصر حافظ زبیر علی زئی** رحمہ اللہ کا انتقال پر ملال بھی ہے۔ کہ جنہیں اللہ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا، اور انہوں نے اپنی یہ تمام تر صلاحیتیں دین حنیف کے وقف کررکھی تھیں۔ علم حدیث اور فن رجال انکا پسندیدہ موضوع تھا اور اسی کی آبیاری کی خاطر آل تقلید سے انکی ٹھن گئی تھی۔

موصوف فن حدیث میں کسی حد تک ظاہریت پسند تھے، لیکن اس میدان میں انہوں نے جو ذوق اہل علم کو دیا وہ بالکل ناپید ہو چکا تھا کہ کسی بھی راوی پر جرح یا اسکی تعدیل کے لیے ناقدین کے اقوال کی اسنادی حیثیت دیکھی جائے وگرنہ عموما اہل علم تہذیبین وغیرہ سے ناقدین کے اقوال دیکھنے پر ہی اکتفاء کر لیتے ہیں، حالانکہ ان میں سے بہت سے اقوال بسند صحیح ثابت ہی نہیں ہوتے۔ اسی کے نتیجہ میں کئی ایک رواۃ پر انکا حکم تبدیل ہوا، اور شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم سے انکا اختلاف ظاہر ہونے لگا۔ اور شیخ محترم کے اصولی موقف کی وجہ سے اہل علم نہ صرف یہ کہ انکی مدح وستائش کی بلکہ انکی بات کو علمی حلقوں میں ایک خاص مقام ملا۔

ایسے ہی ضمنی توثیق جو کہ صریح توثیق کے نسبت کمزور ہوتی ہے لیکن بہر حال اس کی اہمیت وحیثیت مسلمہ ہے، شیخ موصوف نے اسکی اہمیت کو بھی اجاگر کیا اور اپنی تحقیقات میں اس سے بھرپور استفادہ فرمایا، اور بہت سے ایسے رواۃ جنہیں مجاہیل کی فہرست میں شمار کیا جاتا تھا اسی توثیق ضمنی کے فیض سے انکا شمار ثقہ وصدوق رواۃ میں ہوا۔

اور جرح وتعدیل کے میدان میں ناقدین کے اقوال میں اگر اختلاف ہو جاتا تو وہ جمہور کی رائے کو ترجیح دیتے اور جمہور سے انکی مراد جماہیر اہل علم نہیں بلکہ اہل علم کی کثرت تعداد ہوا کرتی تھی۔ اس بارہ میں انکا ایک تفرد یہ بھی تھا کہ وہ فن جرح وتعدیل میں عموما متساہل ، متشدد اور متوسط ناقدین کے مابین فرق کیے بغیر انکی تعداد پر ہی اعتماد کرتے تھے۔

استنباط مسائل میں قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ موصوف "اجماع" کو بھی مستقل مأخذ شریعت خیال فرماتے تھے ، اور بہت سے ایسے مسائل جن پر انکے ہاں کتب وسنت سے کوئی دلیل نہ ہوتی وہ محض اجماع کی بناء پر اس مسئلہ پر فتوی دیتے۔ مثلا بچہ کے کان میں آذان سے متعلق انکے ہاں اجماع کے سوا کوئی دلیل شرعی موجود نہیں ، اور وہ اسکے قائل تھے کیونکہ انکے ہاں یہ مسئلہ اجماع سے ثابت ہے۔

وہ اسلاف طریقہ کار کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ اور سلف کے طریقہ کو اپنانا انکا منہج تھا ایک مرتبہ وہ جامعہ اسلامیہ ملتان میں درس بخاری کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے میرے گھر قیام کیا، جب درس کا وقت قریب ہوا اور وہ جانے کے لیے تیار ہوئے تو انہوں نے بڑے اہتمام سے نئے کپڑے زیب تن فرمائے ، پگڑی باندھی، خوشبو لگائی، سر اور داڑھی میں تیل لگایا اور کنگھی کی اور فرمانے لگے کہ محدثین کرام رحمہم اللہ کا یہ طریقہ کار تھا کہ وہ جب درس حدیث دیتے تو اسکے لیے خوب اچھی طرح سے تیار ہوتے تھے ، میں بھی اسی لیے جب درس حدیث دیتا ہوں تو اسکے لیے تیار ہو کر جاتا ہوں۔

مسلک حقہ کی ترویج واشاعت میں وہ بڑی جانفشانی سے کام لیتے تھے ۔ اور اہل الحدیث پر ہونے والے ہر قسم کے اعتراض کا جواب دیتے اور مسلک کا پوری غیرت وحمیت سے دفاع فرماتے ، اور اس بارہ میں بلا خوف لومۃ لائم حق گوئی سے دریغ نہ کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل باطل ان پر ہمیشہ سے ہی کڑھتے رہے ہیں۔ اور آج انکی رحلت کے بعد بھی فرق باطلہ شیخ محترم کی تحریرات کو اپنا سب سے بڑا مخالف قرار دیتے ہیں۔رحمه الله رحمة واسعة وأسكنه فى جنته الفردوس، وغفر له ذنوبه ، وتغمده بعفوه ، آمين يا رب العالمين .